اقبال کے شعری مجموعہ "بانگ درا" میں مصطفیٰ کمال اتاترک کی عکاسی

آرزو چفت سورین

Abstract:

Muhammad Iqbal's first poetry collection in Urdu, Bang-e Dara, was published in 1924. This collection, which consists of Urdu poems written between 1901 and 1924, is divided into three periods in terms of Iqbal's political and intellectual views. Patriotism and nationalist tendencies are common in the poems he wrote in the1stperiod.The 2nd period covers his stay in Europe, in which he writes poems with messages and is seen more as a poet who gives advice. The 3rd period covers his poems between 1908-1924 and focuses on the Islamic world. Iqbal's poems about the Turks in Bang-e-Daara are among the poems he wrote in this period. He wrote indirect poems about Turks in Bang-e-Daara as well as direct poems such as Hazoor-e-Risalatmaab, Fatima Bint-e-Abdullah, Muhasarah-e-Adirna. Mustafa Kemal Atatürk, the founder of the Republic of Turkey, was the subject of Iqbal's poems, as were many other literary figures of the time who wrote in Urdu. There are poems about Atatürk in his other books also, but in this study his poems in Bang-e-Dara are given a specialplace. In this study, Iqbal's poems about Turks in Bang-e-Dara will be discussed in general and the couplets he wrote about Mustafa Kemal Atatürk will be analysed.

اردو ادب میں ترکوں پر ایک زرخیز ادبی سرمایہ موجود ہے۔ سربیا کی بغاوت کے بعد ترک روس جنگ، طرابلس جنگ، بلقان جنگیں، پہلی جنگ عظیم اور ترکی کی قومی جدوجہد کو برصغیر کے مسلمانوں کے ادبی کاموں میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس کا ذکر نثری ادب میں مثلاناول، کہانیوں، اخباری مضامین، سفر نامے اور تاریخ کی کتابیں جیسے ادبی اصناف اور شاعری کی مختلف اقسام میں ملتا ہے۔ قومی جدوجہد کے مرکزی کردار

کے طور پر مصطفیٰ کمال اتاترک کو پوری اسلامی دنیا نے قریب سے اپنایا ہے اور مغربی استحصال کے شکار تمام اسلامی ممالک کے لیے امید کی کرن بن کر انہیں جدوجہد کے لئے ایک نیا جوش وجذبہ دیا۔

اقبال کے افکار میں ترکی اور اس کی عوام کو ایک اہم مقام حاصل تھا، جیسا کہ انہوں نے انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں زیادہ تر ہندوستانی مسلمانوں اور رہنماؤں کے لئے تھا۔ ترکی نہ صرف خلافت کا مرکز تھا بلکہ یہ واحد مسلم ملک تھا جو یورپی استعمار کے سامنے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہا۔ اس سلسلے میں اگر اقبال کی تخلیقات کا جائزہ لیا جائے تو یہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ترکوں کے بارے میں بالواسطہ یا براہ راست بہت سی نظمیں لکھیں ہیں۔ ان میں سے بہت سی نظمیں علامہ اقبال کے پہلے اُردو شعری مجموعے "بانگ درا" کے تیسرے حصے میں شامل ہیں، جو انہوں نے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۲۴ء کے درمیان لکھیں تھیں۔ اگرچہ ترکوں کے بارے میں ان کی بہت سی نظمیں ہیں، لیکن یہ مقالہ اقبال کی بانگ درا کی نظموں کے جائزہ پر مشتمل ہے جو ترکی اور اس کے عوام کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔

انہوں نے اپنی نظم ’’بلاد اسلامیہ "جو بانگ درا کی پہلی نظم ہے ایک طویل عرصے تک سلطنت ثمانیہ کا مرکز استنبول کو مقدس سمجھا جاتا رہا کیونکہ اس علاقے میں کچھ صحابہ پائے جاتے تھے۔ یہ نظم ۱۹۰۸ء میں لکھی گئی ہے اور اقبال استنبول کے بارے میں کچھ یوں لکھتے ہیں:

خطہ قسطنطنیہ یعنی قیصر کا دیار
مہدی امت کی سطوت کا نشان پائدار
صورت خاک حرم یہ سر زمیں بھی پاک ہے
آستانِ مسند آرائے شہِ لولاک ہے
نگہتِ گل کی طرح پاکیزہ ہے اس کی ہوا
تربتِ ایوب انصاریؓ سے آتی ہے صدا
اے مسلماں ملت اسلام کا دل ہے یہ شہر
سینکڑوں صدیوں کی کشت وخوں کا حاصل ہے یہ شہر[1]

جب بانگ درا کے تیسرے حصے کی نظمیں لکھی گئیں تب ترکی کے ساتھ پورے اسلامی جغرافیہ کے حالات اس طرح کے تھے کہ سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوسرے لوگوں کی طاقت بھی کھو رہی تھی، مغرب نے

شمالی افریقہ میں عثمانی سرزمین کو بانٹ دیا تھا۔ ایران کو مغربی توسیع پسندی سے خطرہ تھا۔ قوم پرستی کی یہ تحریک جو برطانوی کھیل کے ساتھ عربوں پر اثر انداز ہوئی، اس کا اثر خاص طور پر یمن اور شام کے عربوں پر پڑا جس نے سلطنت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی۔ برصغیر کئی سال پہلے ہی برطانیہ کے سامنے ہتھیار ڈال چکا تھا اور اس طرح ظلم وجبر کا عمل بالخصوص مسلم آبادی کے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں ظاہر ہو چکا تھا۔ چنانچہ اقبال نے عالم اسلام کے جس حصے پر بھی نظر ڈالی، مسلم اقوام کو مغرب کے شکنجے میں جکڑتے دیکھا۔ ہر جگہ تمام ناگفتہ بہ حالات رونما ہو رہے تھے، مسلمان اپنے مستقبل سے مایوس بیٹھے تھے۔ تاہم اقبال کے نزدیک اس خراب حالت کے ذمہ دار صرف مسلمان ہی نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ صورت حال اللہ کی طرف سے مسلمانوں پر مسلط کی گئی ہے، اس لیے وہ اپنی نظم "شکوہ" میں اللہ سے مسلمانوں کی حالت زار بیان کرتے ہیں اور شکوہ کرتے ہیں کہ ان حالات کو اللہ کی طرف سے مسلمانوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ چونکہ پوری اسلامی دنیا مشکل میں ہے اور مسلمان بے بس ہیں۔ اگرچہ اس طویل نظم میں ترکوں کو شامل کیا گیا ہے لیکن اس کا تعلق بالعموم پوری اسلامی دنیا سے ہے۔

ان کی نظم ”شکوہ“ کو بعض حلقوں کی جانب سے شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا اور اقبال پر توہین مذہب کا الزام لگایا گیا اور انھوں نے اپنی دوسری نظم ”جواب شکوہ“ لکھی۔ جس وقت یہ نظم لکھی گئی اس وقت عالم اسلام پہلے سے بھی زیادہ مشکل حالات میں تھا۔ سلطنتِ عثمانیہ بلقان میں اپنے علاقے کھو چکی تھی اور شمالی افریقہ کے مسلم ممالک اٹلی اور فرانس کے درمیان تقسیم ہو رہے تھے۔ عربوں نے پہلے ہی مغرب کے زیر اثر قوم پرستی کی تحریک کے ساتھ بغاوت کا پرچم بلند کر رکھا تھا۔ ہندوستان میں برطانوی سامراج کے علاوہ ایک مسلم ہندو تنازعہ بھی تھا جسے انگریزوں نے اکسایا تھا۔ مسلمان قوموں کو بیدار کرنے اور معاشرے میں اسلام کی اصل اور بنیادی اقدار کے ساتھ فہم کو بحال کرنے کے لیے، آپ نے ”جواب شکوہ“ لکھی۔[۲]

اقبال کی ایک اور نظم جو پوری ملت اسلامیہ کے لیے لکھی گئی ہے وہ ”دنیائے اسلام“ کے عنوان سے ہے۔ دنیائے اسلام ان نظموں میں سے ایک ہے جو انھوں نے ” خضر راہ“۔ کے عنوان سے لکھی ہے۔ یہ نظم ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی تھی۔ پہلی جنگ عظیم ہوئی اور اس کے اسلامی دنیا کے لئے تباہ کن نتائج ہوئے۔ سلطنت عثمانیہ کو قفقاز میں بھاری نقصان اٹھانا پڑا اور مغربی طاقتوں کے خلاف جنگ میں عراق، فلسطین اور جزیرہ نما عرب میں بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ۱۹۱۶ء میں شریف حسین نے انگریزوں کی ملی بھگت سے سلطنت عثمانیہ کے

خلاف بغاوت کی اور مکہ کے حکمران بن گئے۔ اقبال ایسے منحوس دور میں خضر سے کہتا ہے کہ عالم اسلام کو نامعلوم مستقبل کی طرف راہنمائی کرے۔

ان کی دوسری طویل نظم ’’ طلوع اسلام‘‘جو بانگ درا میں شامل ہے، ترکی کی جنگ آزادی سے متاثر تھی اور اسے ۱۹۲۳میں انجمن حمایتِ اسلام کے سالانہ اجلاس میں پڑھا گیا تھا۔[۳] یہ نظم شروع سے آخر تک ترکوں اور مصطفی کمال کی جدوجہد سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔ اس طویل نظم میں ترکی کی جنگ آزادی کے دوران ہونے والے عمل کو شامل کیا گیا ہے کہ مغرب جس نے اپنی صنعت سے شروع میں برتری حاصل کی تھی وہ دراصل کچھ بھی نہیں تھی اور مصطفیٰ کمال کی کامیابیاں بھی مسلم ممالک کی آزادی کا باعث بنی تھیں۔ جیسا کہ افغانستان اور ایران جو کہ مغرب کی قید میں تھے، بالکل اسی طرح کہا گیا تھا جیسی امید تھی۔ درحقیقت انہی سالوں میں رضا شاہ پہلوی کی قیادت میں ایران میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ افغانستان شاہ امان اللہ خان کے ساتھ مل کر اپنی آزادی کو ٹھوس بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مصر نے اپنی آزادی حاصل کی۔ عالم اسلام کی یہ تمام پیش رفت اقبال میں امید کے بیج بوتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تکنیکی لحاظ سے برتر جرمنوں نے بھی شکست کا سامنا کرتے ہوئے ہمت ہار دی جبکہ ترکوں نے تمام تر نامساعد حالات کے باوجود ہمت نہیں ہاری اور شاندار فتوحات حاصل کیں۔ نظم طلوعِ اسلام کے کا اشعار کچھ یوں ہیں:

سرشکِ چشمِ مُسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہؑ کے دریا میں ہوں گے پھر گُہر پیدا
کتابِ مِلّتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا
ربود آں تُرکِ شیرازی دلِ تبریز و کابل را
صبا کرتی ہے بُوئے گُل سے اپنا ہم سفر پیدا
اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹُوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا[۴]

یہاں شیر از کے ترک سے مراد مصطفیٰ کمال ہے۔ اس سے مراد تبریز اور کابل کے علاوہ ایران اور افغانستان ہیں۔ درحقیقت مصطفیٰ کمال کی قیادت میں آزادی کی جدوجہد نے ان ممالک کو متاثر کیا اور انہوں نے مغرب کے خلاف لڑنا شروع کر دیا۔

" طلوع اسلام "میں مصطفیٰ کمال کے بارے میں ایک شعر جو کہ سب سے مشہور ہے، درج ذیل ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا [۵]

دنیائے اسلام جو مغرب کے شکنجے میں آکر ناامیدی سے رو رہا تھا، کچھ نہ کر سکا اور ایک اچھے مستقبل کا انتظار کر رہا تھا، مصطفیٰ کمال کی قیادت میں آزادی کی جدوجہد نے پوری اسلامی دنیا کو امیدیں بخشیں۔ مصطفیٰ کمال اسلامی ممالک میں ایک دور اندیش انسان کے طور پر ابھرے اور مغرب کے خلاف اپنی جدوجہد میں کامیاب ہوئے اور دیگر اسلامی ممالک کے لیے ایک مثال بن گئے۔ اقبال نے 'نرگس' کا استعارہ اتفاقاً نہیں چنا۔ نرگس موسم بہار میں جمی ہوئی مٹی سے نکلنے والے پہلے پھولوں میں سے ہے۔ یہ پھول، جو آنے والی گرمی کی خبر دیتا ہے، ہمیں یاد دلاتا ہے کہ سردیوں کا جمنا ہمیشہ کے لیے نہیں رہے گا۔ لہذا، نرگس کا مطلب ہے ہنرِ جنم اور تجدید۔ یہ مصیبت میں مبتلا لوگوں کو یاد دلانے کے لیے مثالی ہے کہ مستقبل میں صحت یاب ہونے کا ہمیشہ ایک موقع ہوتا ہے۔ لہذا عالم اسلام کے سیاہ دن ہمیشہ کے لیے نہیں رہیں گے اور موجودہ حالات پر ضرور قابو پا لیا جائے گا۔

اتاترک کے بارے میں اقبال کی ایک فارسی نظم ہے جس کا نام "خطاب بہ مصطفیٰ کمال پاشب ایدہ اللہ" ہے۔ یہ نظم ان کی تصنیف پیام مشرق میں شامل ہے۔

خلاصہ کے طور پر اقبال کی شاعری میں ترکی اور اسلامی دنیا کی آزادی کی جدوجہد کی عکاسی ایک اہم موضوع ہے۔ اقبال کی نظموں میں، خاص طور پر "فاطمہ بنت عبد اللہ "، "حضور رسالت مآب میں "، "محاصرۂ ادرنہ "اور "طلوع اسلام "، میں ہمیں ان کے احساسات اور جدوجہد کا عمیق احساس ملتا ہے۔ ان کی نظم "بلاد اسلامیہ "میں استنبول کی روحانیت اور اس کی تاریخی اہمیت کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی "شکوہ "اور "جواب شکوہ "میں اقبال نے عالم اسلام کی مشکلات اور مسلمانوں کی حالت زار کا جائزہ لیا ہے، جو کہ اس دور کی عکاسی کرتا ہے۔ مصطفیٰ کمال اتاترک کا کردار بھی اقبال کی شاعری میں نمایاں ہے، خاص طور پر

اس کے مثبت اثرات اور امید کی کرن کے طور پر۔ ان کی نظموں میں اتاترک کی قیادت اور آزادی کی جدوجہد کی تعریف کی گئی ہے، جو کہ اس وقت کی سیاسی اور سماجی حقیقتوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ علامہ محمد اقبال، بانگ دارا، کریمی پریس، لاہور ۱۹۳۰، ص۔ ۱۵۶

2. Muhammed İkbal, Aşk ve Tutku (On Uzun Manzume) trans. Celal Soydan, Akçağ Yayınları, Ankara 199,.35
3. Muhammed İkbal, Aşk ve Tutku (On Uzun Manzume) trans. Celal Soydan, 90-91

۴۔ علامہ محمد اقبال، بانگ دارا، ص ۳۰۵

۵۔ علامہ محمد اقبال، بانگ دارا، ص ۳۰۶